شیخ الحدیث والتفسیر

حضرت مولانا محمد عبداللہ رحمۃ اللہ علیہ

کفایت اللہ شاکر پسروری

اذا مـــات ذو عـــلـــم و فـــتـــوی
فـــقـــد وقـــعـــت فـــی الاســلام ثـــلـــمـــة

شیخ الحدیث والتفسیر مولانا محمد عبداللہ رحمۃ اللہ علیہ ایک عہد ساز اور جامع صفات شخصیت تھے اللہ تعالیٰ نے انہیں اوصاف حمیدہ، فن تدریس و خطابت علمی اور دینی کمالات سے خوب نوازا تھا۔ وہ گوناگوں اوصاف کے مالک تھے اللہ تعالیٰ نے بے شمار خوبیاں ان میں ودیعت فرمائی تھیں۔ فصاحت و بلاغت، علم وفضل، تحقیق و دانش اخلاص وتقویٰ، تحمل و برداشت، خلوص ومحبت، صلح جوئی، ذکر وفکر، صاحب الرائے اور صائب الرائے، مسلک کی دردمندی اسلامی غیرت اور دینی حمیت کے اعتبار سے وہ اپنے عظیم اسلاف کے عظیم وارث تھے۔

آپ نصف صدی سے زائد عرصہ تک ہر اس قوت کے سامنے سینہ سپر رہے جو اسلام، شارع اسلام اور حاملین اسلام پر حملہ آور ہوتیں رہیں۔ اس راہ میں مصائب نے انکا راستہ روکا شدائد اور تکلیفیں جھیلنا پڑیں رنج ومحن میں مبتلا کئے گئے۔ لیکن ان کے قدموں میں ڈگمگاہٹ نہ آسکی اور انہوں نے برابر دشمنان اسلام کے حملوں کو روکا اور آخری دم تک بڑی پامردی سے استقلال اور چوکسی سے شریعت بیضا کی سرحدوں کی حفاظت کرتے رہے۔ حضرت شیخ الحدیث ان اعاظم رجال میں سے تھے جن ایسوں کے بارے میں متنبی نے کہا تھا:

مضت الدهور وما أتين بمثله
ولقد أتى فعجزن عن نظرائه

کہ ایسی ہستیاں روز روز دنیا میں نہیں آتیں، اور جب وہ دنیا کو اپنے وجود سے روشنی بخشتی ہیں تو دنیا ان کی مثال لانے میں محروم و ناکام ہوتی ہے۔ آپ بلاشبہ پاکستان میں جمعیت اہلحدیث کے سب سے بڑے وکیل تھے۔ سب سے بڑے محافظ اور مدافع تھے۔

مت سہل انہیں جانو پھرتا ہے فلک برسوں
تب خاک کے پردے سے انسان نکلتے ہیں

پیدائش:

آپ 18 مارچ 1920 بروز جمعرات چک نمبر 16 جنوبی تحصیل بھلوال ضلع سرگودھا میں پیدا ہوئے۔

نام و نسب:

حضرت شیخ الحدیث کا تعلق گجر برادری کی ایک مہذب قوم برہ سے ہے۔ آپ کے پردادا کا نام سید عالم، دادا کا نام علم الدین اور والد گرامی کا نام عبدالرحمٰن ہے۔ آپ کے پردادا سید عالم ضلع گجرات کے ایک گاؤں ''چنن'' کے جدی پشتی رہائشی تھے۔ تاہم آپ کے دادا نے چک نمبر 16 بھلوال میں قطعہ اراضی خرید لیا اور وہاں مستقل رہائش اختیار کرلی۔ آپ کی پیدائش اسی گاؤں کی ہے۔ آپ کے دادا حافظ قرآن تھے اور وہ ہی خاندان میں پہلے اہلحدیث تھے۔ آپ کے دادا کے دو بیٹے تھے۔ ایک آپ کے والد عبدالرحمٰن اور دوسرے عبدالعزیز تھے۔ حضرت شیخ الحدیث چار بھائی تھے۔ محمد عبداللہ، عبدالرؤف، محمد عباس اور عبدالحمید تھے۔

آپ کے والد گرامی نے آپ کا نام محمد عبداللہ رکھا۔ جو بعد ازاں شیخ الحدیث کے نام سے معروف ہوئے۔ اکثر وبیشتر علماء اور طلباء آپ کو شیخ الحدیث کے نام سے ہی یاد کرتے تھے۔

دادا کے اہلحدیث ہونے کا واقعہ

آپ کے دادا حافظ قرآن اور قدوری تک

درس نظامی پڑھتے ہوئے تھے گولڑہ والے پیر مہر علی شاہ کے والد کے مرید خاص تھے۔ ایک خواب میں دیکھتے ہیں کہ ایک میدان میں بہت سے لوگ جمع ہیں اور آسمان سے کوئی چیز اتر رہی ہے اس کو دیکھ رہے ہیں اور اس کو پکڑنے کی کوشش کر رہے ہیں۔ جوں جوں وہ چیز نزدیک آرہی ہے۔ ہر ایک کی جستجو بڑھتی جارہی ہے۔ پیر صاحب بھی اس چیز کو جو نور (روشنی) کی مانند تھی، پکڑنے کی کوشش کرتے ہیں مگر وہ آپ کے ہاتھ میں آجاتی ہے۔ آپ کے دادا فرماتے ہیں کہ میں نے بڑی حیرت محسوس کی کہ چیز پیر صاحب کی بجائے میرے ہاتھ کیوں آگئی ہے۔ ایک بزرگ نے تعبیر بتائی کہ آسمان سے اترنے والی چیز اللہ کا نور ہے۔ اور نور قرآن و حدیث کے پڑھنے سے ملتا ہے۔

انہوں نے بلوغ المرام، مشکوٰۃ کا مطالعہ شروع کر دیا اور ساتھ ہی مولانا امرتسریؒ کا ہفتہ وار اخبار ''اہلحدیث'' پڑھتے رہے۔ جس سے وہ پختہ ایمان والے اہلحدیث بن گئے اس طرح سارا خاندان اہلحدیث ہو گیا۔

تعلیم وتعلم:

تیرہ سال کی عمر تک اسی گاؤں میں تادیب و تربیت اور تعلیم پائی پرائمری بقول شیخ الحدیث چک نمبر 16 اور مڈل چک نمبر 75 میں 1933ء میں کیا۔ والد صاحب کا پروگرام تھا کہ میں ان کے ساتھ گھریلو کام کاج اور مویشیوں کی دیکھ بھال میں ان کا ہاتھ بٹاؤں۔ مگر دادا محترم نے دینی تعلیم کے حصول کیلئے 1934 میں جامعہ محمدیہ چوک نیائیں گوجرانوالہ میں داخل کروادیا۔

حضرت العلام حافظ محمد گوندلوی اور مولانا محمد اسماعیل سلفی رحمہما اللہ سے علمی فیض حاصل کیا۔ اور 1941 میں اسی جامعہ سے فارغ التحصیل ہوئے۔ 1938 کو پنجاب یونیورسٹی میں منشی فاضل کی سند حاصل کی۔ 1941 کو لکھنو چلے گئے۔ وہاں سے بھی سند فراغت لی اور 1942 میں پنجاب یونیورسٹی سے فاضل عربی کا امتحان فرسٹ ڈویژن میں پاس کیا۔ تقریبا 1942 میں اپنے مادر علمی جامعہ محمدیہ میں تدریس کی سند پر براجمان ہوئے اور ساتھ ہی جامع مسجد دالبازار میں خطبہ جمعہ اور درس قرآن کا سلسلہ شروع کیا۔

کوئٹہ اکیڈمی:

تقریبا 1958 میں ایوب دور میں دالبازار مسجد اوقاف کے پاس چلی گئی۔ حکومت کے خطباء کیلئے ریفریشر کورس کا اہتمام کیا گیا کورس کیلئے جو پہلا گروپ گیا اس میں پچیس علمائے کرام تھے۔ بارہ بریلوی، بارہ دیوبندی، اور آپ اکیلے اہلحدیث تھے۔ اسی گروپ میں مولانا غلام اللہ خان راولپنڈی اور مولانا محمد حسین نعیمی تھے۔ کورس کے اختتام پر امتحان ہوا تو آپ اول نمبر پر آئے۔ صرف دو علماء ایسے تھے جنہوں نے اپنے موضوع پر بات کی اس سلسلہ کا وقت پانچ منٹ تھا اس میں بھی آپ اول نمبر پر رہے۔ ان علماء میں ایک شیخ الحدیث اور دوسرے دیوبندی عالم دین سید چن پیر اکیڈمی کے ڈائریکٹر نے انہیں مزید تین ماہ کیلئے اکیڈمی آنے کا کہا انہوں نے وعدہ کر لیا اور پھر مزید تین ماہ اکیڈمی میں رہے۔

جامعہ شرعیہ مدینۃ العلماء دالبازار کا قیام:

جامعہ محمدیہ چوک نیائیں میں آپ کی جگہ نئے استاد کی فوری تقرری ہو چکی تھی اس لئے آپ نے دالبازار کی مسجد میں جامع شرعیہ کی بنیاد رکھی۔ حافظ عبدالمنان صاحب، پروفیسر قاضی مقبول صاحب، علامہ احسان الٰہی ظہیرؒ صاحب اور مولانا بشیر الرحمٰن صاحب اسی جامعہ میں پڑھاتے رہے۔ جگہ کی کمی اور طلباء کی بڑھتی ہوئی تعداد کے پیش نظر آپ نے چار پانچ ایکڑ زمین خرید لی اور جامعہ شرعیہ جی ٹی روڈ گوجرانوالہ کی بنیاد رکھی۔

جامعہ شرعیہ جی ٹی روڈ گوجرانوالہ

1961 میں اپ نے جامع شرعیہ کا سنگ بنیاد اپنے دست مبارک سے رکھا اور دالبازار سے مدرسہ جی ٹی روڈ بازار پر منتقل کر دیا گیا۔ مولانا محمد اسماعیل سلفیؒ کی وفات کے بعد جماعت نے آپ کو چوک نیائیں مسجد میں بلا لیا۔ اور اس طرح جامعہ شرعیہ جی ٹی روڈ اور جامعہ محمدیہ چوک نیائیں دونوں مدرسے آپ کے زیر سرپرستی آگئے۔

گراں قدر قربانی:

مولانا محمد اسماعیلؒ سلفی کی وفات کے بعد جب آپ کو چوک نیائیں میں خطیب مقرر کیا گیا تو آپ نے احباب جماعت کی خواہش اور جماعت کے وسیع تر مفاد میں جامعہ شرعیہ کو اپنے مادر علمی جامعہ محمدیہ کیلئے ختم کر دیا چنانچہ جامعہ شرعیہ جی ٹی

روڈ کی عمارت پر جامعہ محمدیہ کا بورڈ آویزاں کر دیا گیا۔ درحقیقت یہ حضرت شیخ الحدیث کی گراں قدر ایثار وقربانی ہے۔ جوانہوں نے اپنے مربی اور مادر علمی کیلئے دی تھی۔

اساتذہ کرام:

آپ نے جن اساتذہ کرام سے کسب فیض کیا ان میں حضرت العلام حافظ محمد گوندلوی اور مولانا محمد اسماعیل سلفی رحمہما اللہ سرفہرست ہیں۔

پسندیدہ شخصیات:

آپ حافظ محمد گوندلوی کے تقویٰ اور پرہیز گاری سے بڑے متاثر تھے۔ امام ابن تیمیہ، امام ابن قیم اور امام ابن حزم رحمہم اللہ کے بڑے مداح تھے۔

غیر ملکی دورہ جات:

آپ نے سعودی عرب، کویت، عراق اردن اور انگلینڈ کے تبلیغی دورے کئے۔

فن تدریس:

حضرت شیخ الحدیثؒ جماعت اہلحدیث کے صف اول کے راہنما اور ممتاز قدر آور علمی شخصیت تھے اللہ نے آپ کو ذہن رسا اور کمال علمی اور استحضار سے نوازہ تھا۔ عرصہ دراز تک درس قرآن دیتے رہے۔ زندگی میں ایک دفعہ درس میں قرآن کو مکمل کیا اور دوسری بار بائیسویں پارے تک درس مکمل کیا درس جاری تھا کہ بیماری نے درس منقطع کرنے پر مجبور کردیا۔

شیخ الحدیث والتفسیر:

تفسیر میں آپ کو ایسا ملکہ حاصل تھا کہ جو کم علماء کے حصہ میں آتا ہے۔ بیان کا اسلوب ایسا دلنشین ہوتا کہ جو بھی سنتا ایسے لگتا جیسے وہ خود ان واقعات سے گزر رہا ہو۔ مولانا کے درس قرآن والتفسیر میں بڑی خوبی یہ تھی کہ آپ موضوع کے متعلقہ کوئی پہلو تشنہ نہیں چھوڑتے تھے۔ کسی واقعہ کا پس منظر اور پیش منظر اس انداز میں بیان کرتے کہ سننے والے کے دل میں منظر اثرات سمیت پیوست ہوجاتے تھے۔

شہباز خطابت:

خطابت کی ابتداء کب اور کیسے ہوئی یہ ایک تاریخی سوال ہے۔ اسکا جواب دینا مطلوب نہیں اور نہ تحقیق وجستجو۔ البتہ خطابت ایک وصف ہے۔ جو ہر ایک میں نہیں پایا جاتا۔ دنیا کی تاریخ میں جتنی عدیم النظیر شخصیتیں نظر آتی ہیں ان میں یہ وصف نمایاں ہے ہر زمانہ میں اس کی ضرورت اور اہمیت محسوس کی گئی دنیا میں جہاں بھی انقلاب آئے جہاں بھی آزادی کی جنگیں لڑی گئیں۔ وہاں مقررین اور خطیبوں نے انقلاب لانے اور آزادی کی جنگوں کو کامیاب بنانے میں نمایاں حصہ لیا پاک و ہند کی تاریخ میں کتنے ہی خطیب نظر آتے ہیں اور انکے زور تقریر کے نمونے مل جاتے ہیں۔

لیکن بیسویں صدی کے افق خطابت پر حضرت شیخ الحدیث جیسے خطیب کا ظہور ہوا جو اپنے ساتھ فن خطابت کی ہمہ گیر خوبیاں لے کر آیا۔ ان کی تقریر میں خطیبانہ زور کے ساتھ ساتھ بچے تلے فقرے، ترشی ترشائی زبان الفاظ کی سج دھج بلاغت کا جوش فصاحت کی مستی بندش، چست استعارات، حسین تمثیلات دل کش، تنبیہات دلفریب، خیالات میں پختہ روانی اس انتہا کی کہ الفاظ ومعانی کا ایک سمندر موجیں مارتا دکھا دیتا۔ جلسہ عام میں ان کی تقریر سن کو یوں محسوس ہوتا کہ کوئی شخص مرصع نظم پڑھ کر اٹھ گیا ہو لیکن اسکی مترنم بازگشت فضاء میں بسی ہوئی ہو۔

بہترین مناظر:

فن مناظرہ میں بھی آپ کو دسترس حاصل تھی۔ گفتگو میں آپ کو کوئی شخص مات نہیں دے سکتا تھا۔ آپ کے دلائل اس قدر وزنی ہوتے تھے۔ کہ مخالفین انگشت بداندان ہوجاتے۔ حضرت شیخ الحدیث کے گاؤں میں ایک دیوبندی عالم غلام سرور تھے جو دیوبند کے پڑھے ہوئے تھے۔ فاتحہ خلف الامام پر دیوبندی عالم سے مناظرہ ہوا۔ صبح سات بجے مناظرہ شروع ہوا۔ نماز ظہر تک مولوی غلام سرور نے دلائل دیئے اور نماز ظہر کے بعد آپ نے دلائل دیئے اور مولوی غلام سرور نے اعتراضات کئے۔ حضرت شیخ الحدیث نے بخاری کی روایت (لاصلوٰۃ لمن لم یقراء بفاتحۃ الکتاب) پڑھی اور فرمایا۔ اس کی سند پر کوئی اعتراض ہے؟ فریق مخالف نے کہا نہیں، کسی راوی کے مجروح ہونے پر اعتراض؟ مولوی غلام سرور نے کہا نہیں آپ نے فرمایا پھر ثابت ہوگیا کہ فاتحہ کے بغیر نماز نہیں ہوتی۔ کہنے لگے کہ یہ حکم صرف منفرد کیلئے ہے کیونکہ جابرؓ نے ترمذی کی ایک روایت میں کہا ہے کہ یہ حکم منفرد کیلئے ہے۔ مولانا نے فرمایا کہ کیا کسی امتی کیلئے حق ہے کہ وہ حضورؐ کی بات کا انکار

کرے؟ مولوی غلام سرور نے کہا نہیں۔ آپ نے فرمایا کہ حضرت جابرؓ کو کیا اختیار ہے"لاصلوٰۃ مین لانفی ہے اور اسم نکرہ ہے بالکل اسی طرح جس طرح (لا نبی بعدی) اب بتائیں یہ حکم منفرد کیلئے کیسے ہو گیا۔ یہاں پر ہی بات ختم ہوگئی اور لوگ کہنے لگے کہ ہم انتظار میں تھے کہ مولوی غلام سرور کا پلڑا بھاری ہو اور ہم نعرے مارتے ہوئے اٹھ جائیں۔ مگر آخر تک کوئی مرحلہ ایسا نہیں آیا تھا کہ اس کے دلائل وزنی ہوں اور مسئلہ اتنا واضح ہوگیا کہ گاؤں میں اکثر لوگوں نے فاتحہ شروع کر دی۔ اسی طرح شرعی امارت وشرعی جہاد کے دعویداروں کے گروپ سے مرکزی دفتر میں گفتگو ہوئی آپ نے ایسے دندان شکن جوابات اور وزنی دلائل دیئے کہ اس گروپ کا سربراہ کہنے پر مجبور ہوگیا کہ جمہوریت پر مولانا کا موقف درست ہے اور میں اس کو تسلیم کرتا ہے اس گفتگو کی آڈیو کیسٹ بھی بفضل تعالیٰ مل سکتی ہے۔

بحیثیت امیر جمعیت اہلحدیث:

آپ عرصہ دس سال تک جمعیت اہلحدیث پاکستان (علامہ گروپ) کے امیر رہے۔ ملک کے تمام قابل ذکر شہروں میں کانفرنسوں سے اپنا موقف اس طرح منوایا کہ سیاسی جماعتوں کے قائدین کہنے پر مجبور ہوگئے کہ اہلحدیث کوئی قوت ہیں جمعیت اہلحدیث کے ناظم اعلیٰ حضرت علامہ شہیدؒ اس وقت نظامت کا منصب سنبھالے ہوئے تھے۔

بحیثیت سرپرست مرکزی جمعیت اہلحدیث

آپ نے جماعت کے اتحاد اور وسیع تر مفاد میں امارت کے عہدہ سے استعفیٰ دے دیا اور جب اتحاد کے بعد مرکزی جمعیت اہلحدیث کا انتخاب ہوا تو آپ کو متفقہ طور پر سرپرست چن لیا گیا آپ عرصہ دس سال تک جمعیت اہلحدیث کے سرپرست اعلیٰ رہے اور تادم آخرین اپنی ذمہ داریوں کو پورا کرتے رہے۔ عرب وعجم میں ایک مقام رکھتے اور اعلیٰ عہدوں پر فائز رہنے کے باوجود ذاتی طور پر اپنے خاندان کیلئے کوئی فائدہ نہیں اٹھایا ہمیشہ اصولوں پر کاربند رہے۔

سیاسی و مذہبی خدمات:

حضرت کی سیاسی ومذہبی خدمات کا دائرہ بڑا وسیع ہے۔ سالہا سال ضلعی اور شہری امن کمیٹیوں کے ممبر رہے۔ تحریک ختم نبوت ہو یا تحریک نظام مصطفیٰ دونوں میں ان کی خدمات کو فراموش نہیں کیا جا سکتا۔ تحریک ختم نبوت کے دوران وزیر آباد کے ایک تھانہ میں اسیر بھی رہے۔ مولانا پیپلز پارٹی اور اس کی سیاست کے ہمیشہ مخالف رہے اپنے خطبہ جمعہ میں ملکی و بین الاقوامی حالات و واقعات پر بڑا صائب تجزیہ فرماتے اور حکمرانوں کو سرعام للکارنا اور غلطیوں پر ٹوکنا انہیں کا کام تھا۔ آپ گوجرانوالہ شہر کی 250 مساجد کے علاوہ دیگر ادارہ جات کی سرپرستی بھی فرماتے رہے۔

تلامذہ:

آپ کی عظیم دانشگاہ جامعہ محمدیہ سے جو طلباء فارغ ہوئے اور عالمی شہرت حاصل کی۔ ان میں مولانا عطاء اللہ حنیف بھوجیانی، مولانا حنیف ندوی، مولانا عبدہ الفلاح، مولانا محی الدین لکھوی، مولانا معین الدین لکھوی، حافظ عبدالمنان نور پوری، ڈاکٹر فضل الٰہی ظہیر، شمشاد احمد سلفی، حافظ عبدالغفور جہلمی، پروفیسر قاضی مقبول حبیب الرحمٰن شاہ بخاری، مولانا بشیر الرحمٰن سلفی، مولانا عبدالمنان واصل مولانا یوسف ضیاء رحمۃ اللہ علیہ مولانا اشرف سلیم رحمۃ اللہ علیہ، مولانا قاضی عبدالرزاق اور صاحبزادہ حافظ عمران شریف جانشین شیخ الحدیث قابل ذکر ہیں۔

راقم کے ساتھ خصوصی تعلق:

حضرت شیخ الحدیث کا راقم کے ساتھ بڑا خصوصی اور گہرا تعلق تھا۔ عرصہ دراز تک مولانا کی خدمت کا موقعہ ملا۔ میں نے آپ کو بڑا شفیق اور انتہائی مہربان پایا۔ جن دنوں آپ پر فالج کا حملہ ہوا۔ آپ کی اس بیماری کے ایام میں راقم کی شادی ہونا قرار پائی۔ سخت بیماری اور کمزوری کے باوجود بارات میں شامل ہوئے۔ اور پھر راقم کے گاؤں رتہ جھول میں بھی دعوت ولیمہ میں شرکت فرمائی۔ آپ کی موجودگی میں خطبہ نکاح آپ کے جانشین حافظ محمد عمران شریف صاحب نے پڑھایا۔

میں نے آپ کو کیسا پایا؟ آپ کے معاملات، آپ کا حسن سلوک آپ کی شفقت کو رقم کرنے کیلئے ایک دفتر چاہئے۔ آپ کے حسن سلوک کے حوالہ سے پھر کسی وقت تفصیلی تحریر کی کوشش کروں گا۔

علالت کا آغاز:

19 دسمبر 1997 بروز جمعۃ المبارک آپ

نے اپنی زندگی کا آخری خطبہ چوک نیائیں کی تاریخی مسجد میں ارشاد فرمایا۔ اس خطبہ میں آپ کا موضوع شعبان کی پندرھویں رات کی حقیقت اور شب برات کے نام پر کی جانے والی خرافات تھا۔ اس دن نماز عصر کے بعد آپ نے عالم چوک سے ملحقہ آبادی مین ایک مسجد کا سنگ بنیاد رکھا۔ اور رات کو نماز عشاء کے بعد حافظ محمد قاسم خواجہ مرحوم کی نماز جنازہ میں شرکت کی۔ رات کو کافی لیٹ واپسی ہوئی آپ آرام کی غرض سے اپنے بیڈ پر لیٹ گئے۔ اور صبح نماز فجر کیلئے وضو کر رہے تھے کہ فالج کا حملہ ہوا۔ تقریبا ساڑھے تین سال اس بیماری کو بڑے صبر وشکر کے ساتھ برداشت کرتے رہے۔ آپ کی بیماری کے ایام میں دن رات آپ کی خدمت اور آپ کے قریب رہنے کا موقع ملا۔ میں نے انہیں صابر وشاکر پایا۔

سفر آخرت:

28 اپریل بروز ہفتہ 2001 صبح سات بجے کے قریب فون پر اطلاع ملی کے حضرت شیخ الحدیث وفات پا گئے ہیں۔ اطلاع دینے والے نے اطلاع دی مگر مجھے یقین نہیں آرہا تھا۔ میں نے خود آپ کے گھر فون کیا تو پتہ چلا کہ حقیقت ہے اور واقعی وہ دن آپہنچا ہے۔ کل من علیھا فان

تجہیز و تکفین:

فورا جامعہ محمدیہ گوجرانوالہ پہنچا اور اللہ نے یہ سعادت بھی راقم کو عطا فرمائی کہ آپ کو آخری غسل دیا۔ آپ کے جنازہ کے ساتھ ہی رہا۔ اور آپ کی نماز جنازہ شیرانوالہ باغ کے وسیع میدان میں ادا کی گئی۔ امیر محترم جناب پروفیسر ساجد میر صاحب نے نماز جنازہ سے قبل مختصر مگر انتہائی جامع خطاب فرمایا۔ آپ نے بالکل بجا فرمایا تھا کہ:

ما کنت احسب قبل موتک ان اری
رضوی علی ایدی الرجال تیسیر

آپ کے جنازہ میں گویا کہ ایک سمندر اوٹ آیا تھا۔ ملک کے تمام شہروں میں سے علماء کرام، طلباء عظام اور زندگی کے ہر شعبہ زندگی سے تعلق رکھنے والے افراد نے شرکت کی۔ اور آپ کو آپ کے استاذ محترم حضرت العلام حافظ محمد گوندلویؒ اور مولانا محمد اسماعیل سلفیؒ کے پہلو میں دفن کر دیا گیا۔

آسماں تیری لحد پہ شبنم افشانی کرے
سبزہ نورستہ تیرے گھر کی نگہبانی کرے

دینی مدارس کے طلبہ کا عظیم الشان کل پاکستان
اجتماع عام
مورخہ 20 21 22 اگست 2003
بمقام: اسلام آباد
اندرون وبیرون ملک سے عظیم سکالرز،
ممتاز دینی وسیاسی راہنما خطاب فرمائیں گے۔
برائے رابطہ: جمعیت طلبہ عربیہ پاکستان۔
1-اے ذیلدار پارک، اچھرہ لاہور
فون نمبر: 042-7586846 فیکس: 042-7586119